مولانا محمد عبدالحی چوہان

آخری قسط

عام الجماعت

ای عمرو! ان قتل هؤلاء هؤلاء و هؤلاء هؤلاء من لی بامور الناس من لی بنسائهم من لی بضیعتهم فبعث الیہ رجلین من بنی عبدالشمس عبد الرحمن بن سمره و عبدالله بن عامر بن کریز فقال اذهبا الی هذا الرجل فاعرضا علیہ و قولا لہ و اطلبا الیہ، فاتیاه و دخلا علیہ و فتکلما و قالا لہ و طلبا الیہ۔

فقال لهم الحسن بن علی انا بنو عبدالمطلب قد اصبنا هذا المال و ان هذه الامۃ قد عاثت فی دمائها قالا فانہ یعرض علیک کذا و کذا و یطلب الیک و یسئالک قال فمن لی بهذا قالا نحن لک بہ فما سئلهما شیئا الا قالا نحن لک بہ فصالحہ

(البخاری ص۳۷۲، ۳۷۳ ج۱ باب قول النبی صلی الله علیہ وسلم للحسن بن علی ابن هذا سید)

اور بخدا وہ ان دونوں میں بہتر شخص تھے اے عمرو اگران لوگوں نے انہیں قتل کردیا اور انہوں نے انہیں تو پھر انتظام کیلئے میں آدمی کہاں سے لاؤں گا۔ ان کی خواتین کی دیکھ بھال کو مجھے کون ملے گا۔ اور ان کے مال و متاع کی حفاظت میں کس سے کراؤں گا۔ پھر آپ نے بنو عبد شمس میں سے دو صاحبوں کو بھیجا (سیدنا) عبد الرحمن بن سمرہ اور (سیدنا) عبد اللہ بن عامر بن کریز کو۔ اور فرمایا ان صاحب کے پاس جاؤ مسئلہ پیش کرو۔ سمجھاؤ اور اپنے مطالبات ان کے سامنے رکھو۔ چنانچہ یہ دونوں صاحب تشریف لائے ملاقات کی گفتگو فرمائی پیغام پہنچایا اور مطالبہ پیش کیا سیدنا حسن بن علی نے ارشاد فرمایا ہم بنو عبد المطلب اس مال سے بھر پائے اور اس امت نے بے وجہ کشت و خون میں ہاتھ رنگے۔ دونوں نے کہا تو ان کی طرف سے یہ پیشکش ہے ایسا ایسا مطالبہ ہے اور اس اس قسم کی فرمائش ہے۔ آپ نے فرمایا ان باتوں کا ضامن کون ہوگا دونوں نے کہا ہم اس کے ضامن ہیں۔ غرض یہ ہے جو مطالبہ بھی آپ نے پیش کیا انہوں نے یہی جواب دیا ہم اس کے ذمہ دار ہیں اس پر آپ نے صلح کرلی۔

اور علامہ قسطلانی نے درج بالا حدیث کی تبیین و شرح کے ذیل میں تحریر کیا ہے۔

و کان معهما صحیفته بیضاء مختوم علی اسفلها وکتب الیه و ان اکتب الی فی هذه الصحیفته التی ختمت فی اسفلها بما شئت فهولک

اور ان کے ساتھ ایک سفید کاغذ تھا جسکے نیچے مہر لگی ہوئی تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف تحریر کیا کہ اس سفید کاغذ پر جسکے نیچے میری مہر ثبت ہے جو شرائط چاہو لکھ دو وہ آپ کیلئے ہوں گی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی یہ مصالحت چونکہ تحریک سبائیت کیلئے پیغام موت ثابت ہوئی اور آپ کا یہ اقدام سبائی عقیدہ کے بھی خلاف ہے اس بناء پر انہوں نے اس مصالحت کی یہ تاویل کی ہے کہ جیسے نبی کریم ﷺ نے مشرکین مکہ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر ایک معاہدہ کیا تھا یا جیسا کہ یہودیوں کے ساتھ آپ کا معاہدہ ہوا تھا یہ مصالحت بھی اسی نوعیت کی ہے جلاء العیون کی روایت کے مطابق ابو سعید نامی ایک شخص حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آکر کہا کہ آپ نے معاویہ کے ساتھ صلح کرنے میں کیوں مداہنت کی ہے اور حالانکہ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ حق پر ہیں اور وہ ظالم اور باغی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ کیا میں لوگوں کیلئے امام اور خدا کی طرف سے حجت نہیں ہوں؟ تو اس نے کہا واقعی آپ امام ہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم کو معلوم نہیں کہ پیغمبر ﷺ نے میرے اور میرے بھائی حسین کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ امام ہیں خواہ امور امامت قائم کریں یا نہ کریں اس نے کہا واقعی آپ کی یہ حیثیت ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا میں امام ہوں خواہ امور امامت قائم کروں یا نہ کروں اسی طرح کسی کے ساتھ صلح کروں یا محاربہ اس کے بعد آپ نے فرمایا

علت صلح من بامعاویہ علت صلح رسول خدا بود با بنی نضیر و بنی اشجع و علت صلح کہ با اھل مکہ کرد در وقتیکہ از حدیبیہ بر گشت آنہا کافراں بودند بتنزیل قرآن معاویہ و اصحابش کافراند بتاویل قرآن اے ابو سعید ہرگاہ من امام باشم از جانب خداوند عالمیاں جائز نیست کہ کسی رائے مرا نسبت بسفاہت دہد در ہر کارے کہ بعمل آورم خواہ مصالحت و خواہ محاربہ

(جلاء العیون ص ۲۶۰)

لذا باقر مجلسی لعنه الله و جعل قبره حفرة من النار

معاویہ کے ساتھ میرے صلح کرنے کی علت اور حکمت اسی طرح ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے بنو نضیر اور بنو اشجع کے ساتھ یا جیسے اہل مکہ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر صلح کی اہل مکہ بحکم قرآن مجید کافر تھے اسی طرح معاویہ اور اس کے ساتھی بھی بحکم قرآن کافر ہیں اے ابو سعید جب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام مقرر ہوں تو پھر اہل جہاں میں سے کسی کیلئے یہ جائز نہیں کہ میں جو کام کروں اس کی وجہ سے میری طرف سفاہت کی نسبت کرے خواہ میں کسی سے مصالحت کروں یا محاربہ۔

یہ ہے روافض کے نزدیک اس مصالحت کی حیثیت نبی کریم ﷺ نے اس مصالحت کے فریقین کو

"فئتین عظیمتین من المسلمین"
کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے۔ اس نص صریح کے ہوتے ہوئے یہ ناممکن ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فریق ثانی کے متعلق یہ فرمائیں "معاویہ و اصحابش کافرند بتاویل قرآن" درحقیقت یہ روافض کا اپنا ملحدانہ عقیدہ ہے جسکو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف کذب بیانی کی بنیاد پر منسوب کردیا گیا ہے۔ اور پھر یہ کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ جیسا باشعور انسان یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ ہمارا یہ مصالحتی معاہدہ صلح حدیبیہ کے مانند ہے۔ اس لئے کہ صلح حدبیہ کا معاہدہ ہو یا میثاق یہود ہو ان میں سے کہیں بھی مذکور نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے معاذاللہ یہود یا کفار مکہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہو لیکن اس مصالحتی معاہدہ میں تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے معاہدہ صلح اور بیعت کے بعد جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں بالتصریح مذکور ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس خطبہ کے یہ الفاظ ہمارے اس دعوی پر دلالت کرتے ہیں۔

بدرستیکہ من بیعت کردم باایں واشارہ کرد بسوئے معاویہ

(جلاء العیون ص ۲۶۰)

یہ صحیح ہے کہ میں نے ان کی بیعت کی ہے اور اس کے ساتھ ہی آپ نے حضرت معاویہ کی طرف اشارہ کیا۔

اور اگر اس مصالحت کی حیثیت صلح حدبیہ کی طرح تھی تو پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے دارالخلافہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کیوں تشریف لے گئے ان شواہد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس معاہدہ میں خلافت سے دست برداری اختیار کی تھی نا یہ کہ برابر کی حیثیت میں ایک دوسرے سے معاہدہ ہوا تھا اس معاہدہ صلح کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف کتب میں مختلف نوعیت کے الفاظ سے منقول ہے۔ صاحب حیات الحیوان علامہ کمال الدین محمد بن موسی الدمیری رحمہ اللہ تعالی المولود ۷۴۲ھ المتوفی ۸۰۸ھ نے اس خطبہ کے یہ الفاظ نقل کیئے ہیں۔

اما بعد! فان اکیس الکیس التقی و احمق الحمق الفجور و ان ھذا الامر الذی اختلفت انا و معاویہ فیہ ان کان لہ فھو احق منی بہ و ان کان لی فقد ترکتہ لہ ارادۃً لاصلاح الامتہ و حقن دماء المسلمین و ان ادری لعلہ فتنتہ لکم و متاع الی حین۔

(حیاۃ الحیوان ص۸۳ ج۱)

اما بعد! سب سے بڑی دانائی پرہیزگاری ہے اور سب سے بڑی بے وقوفی گناہ گاری ہے اور تحقیق یہ امر (یعنی خلافت) جس میں میں نے اور معاویہ نے اختلاف کیا ہے اگر ان کا حق ہے تو پھر وہ مجھ سے اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ اور اگر میرا حق ہو تو میں نے اصلاح امت اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کیلئے خلافت سے دست بردار ہو کر ان کے سپرد کردیا ہے۔ اور میں نہیں جانتا شاید تاخیر میں تم کو جانچنا ہے اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک۔

اس خطبہ سے یہ بات بالکل ہی واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک عظیم مقصد کے حصول کی خاطر صفاء قلب کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے حق میں خلافت سے دست برداری اختیار کی ہندوستانی مشہور سکالر ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب "المرتضی" میں ابن کثیر کے حوالہ سے حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف منسوب یہ خطبہ نقل کیا ہے۔

اما بعد! لوگو! اللہ تعالی نے تم کو ہمارے پہلے بزرگوں کے ذریعہ ہدایت دی اور آخر کے لوگوں کے ہاتھوں تمہیں باہمی خون ریزی سے بچایا۔ اور اس کام کی ایک مقررہ مدت اللہ کی طرف سے ہے اور دنیا نام ہی الٹ پھیر اور کسی کے غلبہ اور کسی کے مغلوب ہونے کا ہے اور یاد کرو کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی سے کہلوایا تھا

وان ادری لعلہ فتنتہ لکم و متاع الی حین

میں خود بھی نہیں جانتا کہ شاید یہ تمہارے لئے آزمائش کا سبب اور محدود مدت کے لئے نفع و انتفاع کی چیز ہو۔

(المرتضی ص ۳۵۳، ۳۵۴)

پھر اس خطبہ کے ذیل میں اسی ابن کثیر کے حوالہ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

"حضرت معاویہ کو یہ بلیغ مختصر لیکن عمیق و معنی خیز تقریر جچی اور وہ اس کو دل میں لئے رہے" البدایہ ص ۱۸ ج ۸ بحوالہ المرتضی ص ۳۵۴

سوال یہ ہے کہ جب یہ تقریر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو "دل میں جچی اور اس کو اپنے دل میں لئے رہے" ابن کثیر کو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ قلبی کیفیت اور ان کے اضطراب کا علم کس طرح حاصل ہوا جبکہ انہوں نے اپنے اس اندرونی اضطراب کو کسی فرد بشر پر منکشف ہی نہیں کیا

علیم بذات الصدور

تو خدا کی ذات ہے اور ابن کثیر کے حوالہ سے علامہ ابوالحسن صاحب کو معاویہ کا یہ راز سربستہ کیسے معلوم ہوگیا ان کے پاس وہ کونسا مقیاس ہے؟ جسکے ذریعہ ان کو حضرت معاویہ کے راز سینہ کا علم حاصل ہوا اور پھر ان حضرات کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے دل کی بات کیسے معلوم ہو گئی کہ ان کا مقصد ہی حضرت معاویہ پر تعریض کرنا تھا۔ درحقیقت اس طرح کی تاریخی روایات کے ذریعہ صحابہ کرام کے اعمال پر مبنی بر اخلاص میں نفسانی خواہشات اور اغراض کے جذبات کی آمیزش کرنے کی سعی مذموم کی گئی ہے تاکہ ان حضرات کے اعمال کی عظمت میں کسی طرح بھی نقص پیدا کیا جاسکے یہ ہیں اس تحریک کے بداثرات جو کہ "دیمۂ نمل" سے بھی زیادہ مخفی ہے۔

و صلی اللہ تعالی خیر خلقہ و صفوۃ بریتہ محمد و علی آلہ و ازواجہ و الطاہراتہ

المطہرات و اصحابہ البررۃ الکرام اجمعین۔ آمین